قصص قرآن کے مقاصد

حسنین عباس گردیزی

سب جانتے ہیں کہ کوئی بھی داستان اور قصہ کسی غرض اور ہدف کے تحت بیان ہوتا ہے اسی طرح قرآن مجید میں قصص کو ذکر کرنے کے بھی اہداف و مقاصد ہیں۔ قصص قرآنی کے اہداف اعلیٰ اور مقاصد بلند ہیں۔ قصص قرآنی کے وہی اہداف ہیں جو قرآن کے ہیں۔ جس طرح قرآن مختلف موضوعات پر بحث کرتا ہے اور گوناں گوں اہداف کی تکمیل کرتا ہے اور اس کا آخری ہدف توحید پرستی اور دین پر ایمان و یقین ہے اسی طرح قرآن کے قصے مختلف پہلوؤں سے انہی اہداف کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں اور انہی دینی اغراض و مقاصد کو مختلف پیرائے اور انداز میں بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے چند اہم اہداف کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے :

اثبات وحی و رسالت :

قرآنی قصوں کا ایک اہم ترین ہدف حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت اور قرآن حکیم کی صداقت کو پایۂ ثبوت تک پہنچانا اور لوگوں کو باور کرانا ہے کہ جو کچھ آنحضرتؐ لائے ہیں یا بیان کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ پر وحی کیا گیا ہے اور انسان کی ہدایت کے لئے ہے کیونکہ جاہلیت کے دور کی علمی، ثقافتی اور معاشرتی صورتحال میں گذشتہ امتوں، سابقہ اقوام اور ان کے انبیاء اور رسولوں کا اس تفصیل، ظرافت اور اعتماد و اطمینان کے ساتھ ذکر کرنا ایک ایسے غیبی منبع کے علاوہ ناممکن تھا جو ان تمام واقعات اور ان کی جزئیات سے آگاہ ہو اور یہ منبع اور مصدر اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات ہے۔ اسی بات کو ایک مصری دانشور حافظ عبد ربہ نے یوں بیان کیا ہے :

> ان قصوں میں اس امر کی روشن نشانیاں ہیں کہ یہ رسولؐ اللہ کی جانب سے بھیجے گئے ہیں اور آپ کو خداوند متعال نے گذشتہ ادوار کی قوموں اور سابقہ امتوں کے حالات و واقعات سے آگاہ

کیا ہے۔(۱)

ڈاکٹر احمد خلف اللہ لکھتے ہیں :

قصص قرآنی کے اغراض میں سے آخری غرض یہ ہے کہ محمدؐ پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہی حق ہے اور گذشتہ انبیاء اور ان کی امتوں کی خبریں آپؐ تک وحی کے ذریعے پہنچی ہیں۔(۲)

قرآن مجید نے خود واضح طور پر بعض قصوں کے آغاز میں اور بعض کے ذیل میں اس ہدف کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ سورہ یوسف میں ارشاد ہوتا ہے :

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَيۡكَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ وَاِنۡ كُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِيۡنَ

ہم وحی کے ذریعے یہ قرآن بھیج کر آپ کے سامنے بہترین انداز میں قصہ بیان کر رہے ہیں اگرچہ اس سے پہلے آپ غافلین میں سے تھے۔(۳)

سورہ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے :

وَمَا كُنۡتَ بِجَانِبِ الۡغَرۡبِىِّ اِذۡ قَضَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسَى الۡاَمۡرَ وَمَا كُنۡتَ مِنَ الشّٰهِدِيۡنَ ۝ وَلٰـكِنَّاۤ اَنۡشَاۡنَا قُرُوۡنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيۡهِمُ الۡعُمُرُ‌ۚ وَمَا كُنۡتَ ثَاوِيًا فِىۡۤ اَهۡلِ مَدۡيَنَ تَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰـكِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡنَ‏ ۝ وَمَا كُنۡتَ بِجَانِبِ الطُّوۡرِ اِذۡ نَادَيۡنَا وَلٰـكِنۡ رَّحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰٮهُمۡ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ۝

جس وقت ہم نے موسیٰ کے پاس اپنا حکم بھیجا تو آپ (طور کے) مغربی جانب موجود نہ تھے اور نہ آپ ان واقعات کو دیکھنے والوں میں تھے۔ مگر ہم نے بہت زیادہ امتیں پیدا کیں پھر ان پر ایک زمانہ گزر گیا اور نہ آپ مدین کے لوگوں میں رہے تھے کہ ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھتے۔ مگر ہم آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجنے والے تھے اور نہ آپ طور کی کسی جانب اس وقت موجود تھے جب ہم نے موسی کو آواز دی تھی۔ مگر یہ تیرے پروردگار کی رحمت ہے تاکہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت و عبرت حاصل کریں۔(۴)

سورہ عمران میں حضرت مریم کے واقعے کے شروع میں فرمایا :

ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢـبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهِ اِلَيۡكَ‌ؕ وَمَا كُنۡتَ لَدَيۡهِمۡ اِذۡ يُلۡقُوۡنَ اَقۡلَامَهُمۡ اَيُّهُمۡ يَكۡفُلُ مَرۡيَمَ وَمَا كُنۡتَ لَدَيۡهِمۡ اِذۡ يَخۡتَصِمُوۡنَ

یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہیں وحی کے ذریعے بتا رہے ہیں اور وہ جب مریم کی کفالت کے لیے قلمیں

(پانی میں) پھینک رہے تھے اور ان کی سرپرستی کا منصب حاصل کرنے کے لیے آپس میں جھگڑ رہے تھے تو آپ وہاں موجود نہ تھے۔(۵)

اسی طرح سورہ ہود میں حضرت نوحؑ کی داستان بیان کرنے کے بعد فرمایا:

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ

یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں اور اس سے پہلے آپ اور نہ آپ کی قوم ان سے آگاہ تھی پس آپ صبر کریں بے شک عاقبتِ خیر متقین کے لیے ہی ہے۔(۶)

اس مطلب سے متعلق اور بھی آیات ہیں یہ تمام آیات واضح کرتی ہیں کہ قرآن مجید میں قصے اور داستانیں وحی اور نبوت کی تاکید اور تائید کے لیے ذکر ہوئی ہیں اور یہی امر شریعت اسلامی کی اساس ہے۔ اگر پایۂ وحی درمیان میں نہ ہو تو پھر اس دین کی ذرا برابر حیثیت نہیں ہے۔

وحدت ادیان الٰہی:

قصص قرآن اس امر پر زور دیتے ہیں کہ تمام دین اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اس دین کی بنیاد اور اساس ایک ہے جو متعدد اور مختلف انبیاء لے کر آئے ہیں ان انبیاء الٰہی میں خدا کے نبی ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ ہر نبی پر ایمان لانے والے سب کے سب ایک امت ہیں جو معبود واحد کی عبادت کرتے ہیں اور اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ عراق کے جید عالم باقر الحکیم لکھتے ہیں:

قرآن کریم کے اہم ترین اغراض میں سے ایک غرض اسلام حنیف اور دوسرے تمام ادیان الٰہی کے درمیان موجود محکم رابطہ کو واضح کرنا ہے۔ اس طرح سے ان کے درمیان اسلام کی خاتمیت کو اجاگر کرنا ہے۔ یہ بتانا مقصود ہے کہ انسانیت کی انتہا اسی دین پر منتج ہوتی ہے اور دوسرے ادیان پر باقی رہنے والے انحرافی نظریے کے آگے بند باندھنا ہے۔

علاوہ ازیں اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ آپ کی رسالت و نبوت تاریخ انسانیت میں کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ پہلے انبیاء کے سلسلے کا تسلسل ہے اور نبوت و رسالت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔(۷)

ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر انبیاء کی داستانیں ایک ہی سورہ میں بیان ہوئی ہیں شاید انبیاء الٰہی کا یکجا تذکرہ اسی مقصد کی خاطر کیا گیا ہو مثلاً سورہ انبیاء میں بہت سے انبیاء کا تذکرہ کرنے کے بعد مذکورہ مطلب کو بیان کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے فرمایا:

ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرقان، نور اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت کا ذریعہ عطا فرمایا۔(۸)

پھر فرمایا:

ہم نے ابراہیمؑ کو اس سے پہلے رشد و ہدایت کا ذریعہ دے دیا تھا اور ہم اس سے آگاہ تھے۔(۹)

ان کی داستان بیان کرنے کے بعد فرمایا:

اور ہم نے اسے اور لوطؑ کو اس سر زمین (شام) کی طرف نجات دی جسے ہم نے سب اہل جہان کے لیے برکت بنایا ہے اور ہم نے اسحاقؑ اور اس کے بعد یعقوبؑ کو بھی بخشا اور ہم نے ان سب کو مردان صالح قرار دیا ہے۔(۱۰)

پھر ارشاد فرمایا:

اور لوطؑ کو جسے ہم نے حکمت اور علم دیا اور اس شہر سے نجات بخشی۔(۱۱)

اس کے بعد حضرت نوحؑ کا تذکرہ کیا:

اور نوحؑ کا (ذکر کرو) جب اس نے (ابراہیمؑ اور لوطؑ سے) پہلے اپنے رب کو پکارا تو ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا اور اسے اور اس کے خاندان کو عظیم غم سے نجات دی (۱۲)

حضرت نوحؑ کے قصے کے بعد حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا ذکر کیا(۱۳) پھر حضرت ایوبؑ کے واقعے کو بیان کیا(۱۴) اس کے بعد حضرت اسماعیلؑ اور ادریسؑ کا ذکر فرمایا(۱۵) پھر حضرت یونسؑ، حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کا تذکرہ(۱۶) کرنے کے بعد آخر میں فرمایا:

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ

یعنی یہ عظیم پیغمبر (کہ جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور ان کے پیروکار) سب ایک ہی امت ہیں اور ایک ہی ہدف اور مقصد کے پیرو ہیں اور میں تمہارا رب ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو۔(۱۷)

پس واضح ہوا کہ تمام انبیاء کا ہدف اور مقصد ایک ہی تھا اگرچہ زمانے اور ماحول کے اختلاف کے لحاظ سے ان کی خصوصیات اور طریقہ کار کچھ مختلف تھا۔ لیکن وہ سب کے سب آخر کار ایک ہی مسلک کے پابند اور ایک ہی راہ کے راہی تھے وہ سب کے سب توحید کی طرف دعوت دیتے تھے شرک اور بت پرستی کے خلاف بر سر پیکار تھے اور حق و عدالت کے علمبردار تھے اور لوگوں کو اسی کی طرف بلاتے تھے۔ اس کی ایک اور مثال سورہ اعراف میں ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ

ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا انہوں نے (قوم سے) کہا: اے میری قوم صرف خدائے یگانہ کی پرستش کرو، کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ (۱۸)

پھر ان کے واقعات بیان کرنے کے بعد حضرت ہودؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ

اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا انہوں نے کہا: اے میری قوم تم صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ (۱۹)

ان کی دعوت کا ان کی قوم نے کس طرح جواب دیا' اسے بیان کرنے کے بعد فرمایا:

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُوااللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ

اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا، انہوں نے کہا: اے میری قوم! خدائے واحد کی بندگی کرو' اس کے علاوہ تمہارا کوئی اللہ نہیں ہے۔ (۲۰)

حضرت صالح کی داستان ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ'

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، انہوں نے کہا: اے میری قوم خدا کی پرستش کرو اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ (۲۱)

ان آیات سے دو مطلب اخذ ہوتے ہیں ایک یہ کہ انبیاء نے سب سے پہلے جس چیز کی طرف قوم کو دعوت دی وہ توحید اور ہر قسم کی بت پرستی سے نہی تھی دوسرا یہ کہ توحید تمام ادیان الٰہی کا ایک مشترک اصول ہے' جس کی طرف تمام انبیاء نے دعوت دی ہے۔ پس تمام انبیاء کا معبود بھی ایک اور عقیدہ بھی ایک' وہ سب ایک امت تھے' ان کا دین بھی ایک تھا اور وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے توحید کا مشترک پیغام لے کر آئے تھے۔

ادیان و شرائع الٰہی کے مابین مضبوط تعلق:

ان قصص سے ایک اور مطلب اخذ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ تمام شرائع آسمانی و ادیان الٰہی کے اصول اور کلی احکام میں وحدت اور ارتباط ہے اگرچہ عنوان ماسبق میں اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے لیکن اس کی مزید وضاحت اس کی اہمیت کی بنا پر ضروری ہے۔

قصص قرآنی ہمیں بتاتے ہیں کہ تمام ادیان الٰہی آپس میں متصادم اور متعارض نہیں ہیں بلکہ ان کے درمیان ایک مضبوط ارتباط قائم ہے کیونکہ ان سب کا منبع ایک ہے اور ہر پیغمبر کی رسالت سابقہ پیغمبر کی رسالت کی تکمیل کرتی ہے اور ہر نبی نے اپنی اور اپنے سے پہلے والے نبی کی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے اور پہلے والے نبی جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے اس کی تصدیق کی اور لوگوں کو بھی اس کی تصدیق کرنے کے لیے کہا۔ اس لیے اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖٓ

اِبْرٰهِیۡمَ وَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰۤی اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡهِ

خدا نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کے متعلق نوح کو ہدایت کی تھی اور وہ جو ہم نے تیری طرف وحی بھیجی ہے اور وہی ہدایت ہم نے ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ کو کی تھی کہ دین کو قائم و برقرار رکھو اور اس میں تفرقہ ایجاد نہ کرو۔ (۲۲)

اسی طرح حضرت ابراہیمؑ اور حضرت محمدؐ اور بنی اسرائیل کے انبیاء اور حضرت محمدؐ کے درمیان جو خاص رابطہ ہے اسے اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی صُحُفِ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ مُوۡسٰی (۲۳)

یہ احکام پہلی آسمانی کتب میں آچکے ہیں' کتب ابراہیمؑ اور موسیٰؑ میں۔ اس مطلب کو سورہ حج کی آیت ۷۸ اور سورہ آل عمران کی آیت ۶۸ میں بھی بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد لیا تھا کہ وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں گے ان کی پیروی کریں گے اور ان کی مدد کریں گے اور یہ ادیان آسمانی اور انبیاء الٰہی کے درمیان گہرا ربط ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وہ وقت یاد کرو جب خدا نے انبیاء سے یہ عہد و پیمان لیا کہ جب تمہیں کتاب و حکمت دے دوں تو اس کے بعد (جب) تمہارے پاس رسول آئے جو اس کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو اس پر ایمان لے آنا اور اس کی مدد کرنا پھر کہا: کیا اس چیز کا اقرار کرتے ہو اور اس پر تاکیدی عہد و پیمان باندھتے ہو تو انہوں نے کہا (جی ہاں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ خدا نے کہا اس مقدس عہد و پیمان پر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ (۲۴)

انبیاء کی دعوت کے مقابلہ میں امتوں کا رویہ:

قصص قرآنی کا ایک ہدف ہر نبی کی امت کا اپنے نبی کے ساتھ رویہ اور اس کی دعوت پر امت کے ردعمل کو بیان کرنا بھی ہے۔ اس حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء کے مقابلے میں قوموں اور امتوں کا رویہ اور ردعمل ایک جیسا ہے۔ اس میں ان پر ایمان لانے والے اور ان کی تکذیب کرنے اور کفر اختیار کرنے والے دونوں شامل ہیں۔ کوئی پیغمبر اور رسول ایسا نہیں گزرا جس نے آکر اپنی قوم کو توحید پرستی کی دعوت دی ہو اور مجرمین نے اس سے انکار اور تکبر نہ کیا ہو' اس کی مخالفت پر کمربستہ نہ ہو گئے ہوں' پیغمبر کو تکالیف و ایذائیں نہ پہنچائی ہوں۔ تمام انبیاء کو جاہل' ہٹ دھرم' سرکش اور مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے افراد کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ وَ كَفٰی بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّ نَصِیۡرًا

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے مجرم لوگوں میں سے دشمن بنادیئے ہیں لیکن اسی قدر کافی ہے کہ خدا

تیرا ہادی اور مددگار ہے۔ (۲۵)

سورہ ہود میں حضرت نوحؑ کی قوم ان سے مخاطب ہوئی :

انہوں نے کہا! اے نوح! تو نے ہم سے بہت بحث و تکرار کی اور بڑی باتیں کیں اب بس کرو۔ اگر سچ کہتے ہو تو جس عذاب کا ہم سے وعدہ کرتے ہو اسے لے آؤ۔ (۲۶)

حضرت ہودؑ کی قوم ان کی دعوت کا جواب یوں دیتی ہے :

انہوں نے کہا : اے ہود! تو ہمارے لئے کوئی دلیل نہیں لایا، ہم اپنے خداؤں کو تیرے کہنے پر نہیں چھوڑتے اور ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ (۲۷)

حضرت صالحؑ کی داستان میں ان کی قوم کے رویے کے بارے میں قرآن نے یوں حکایت کی ہے :

انہوں نے کہا :

اے صالح! اس سے پہلے تو ہماری امیدوں کا مرکز تھا۔ کیا تو ہمیں ان کی پرستش سے روکتا ہے جن کی ہمارے آباؤ اجداد پرستش کرتے تھے اور ہمیں تو اس چیز کے بارے میں شک ہے جس کی طرف تو دعوت دیتا ہے۔ (۲۸)

قرآن نے مجموعی طور پر تمام انبیاء کے حوالے سے ان کے مخالفین اور دشمنوں کے رویے کو اس طرح بیان کیا ہے۔

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا قَالُوۡا سَاحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ

اسی طرح ان سے پہلے والوں کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر انہوں نے کہا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ (۲۹)

پیغمبر اکرمؐ کی تقویت

ان قصوں اور واقعات کو بیان کرنے کا ایک مقصد رسول اکرمؐ کی ہمت افزائی کرنا اور اسلام کی راہ میں استقامت اور پائیداری کی تعلیم دینا بھی ہے۔ جیسا کہ سابقہ انبیاء نے صبر و تحمل کے مظاہرے کیے ہیں اور مشکلات کو برداشت کیا ہے اسی طرح آپ بھی ثابت قدم رہیں۔ حافظ عبد ربہ نے اپنی کتاب میں قصص قرآن کے اہداف میں سے اس نکتہ پر خاصا زور دیا ہے۔ (۳۰)

اسی مطلب کو قرآن واضح طور پر بیان کرتا ہے :

وَلَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَصَبَرُوۡا عَلٰى مَا كُذِّبُوۡا وَ اُوۡذُوۡا حَتّٰۤى اَتٰهُمۡ نَصۡرُنَا

وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَ لَقَدۡ جَآءَكَ مِنۡ نَّبَاِى الۡمُرۡسَلِيۡنَ

آپ سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے مگر انہوں نے ان تکذیبوں کے مقابلے میں صبر کیا اور

اذیت و آزار کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ یہاں تک کہ ہماری مدد ان تک آن پہنچی۔ (یعنی آپ بھی اسی طرح رہیں اور یہ اللہ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے) اور کوئی چیز اللہ کی سنتوں کو بدل نہیں سکتی اور تمہیں گذشتہ پیغمبروں کی خبریں تو پہنچ ہی گئی ہیں۔(۳۱)

قرآن کی دیگر آیات میں بھی یہ امر بیان ہوا ہے۔(۳۲)

سورہ ہود میں انبیاء کے واقعات کو بیان کرنے کا واضح ہدف بیان ہوا ہے:

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

ہم نے پیغمبروں میں سے ہر ایک کی سرگذشت آپ سے بیان کی تاکہ آپ کا دل آرام و سکون پائے (اور آپ کا ارادہ قوی ہو) ان واقعات میں مومنین کے لیے حق، نصیحت اور یاد دہانی آئی ہے۔(۳۳)

انذار اور تبشیر (بشارت دینا):

قصص انبیاء کا ایک مقصد اس حقیقت کو اجاگر کرنا ہے کہ آخر میں کامیابی انبیاء اور ان کے پیروکاروں کے حصے میں آئی اور ہلاکت و نابودی کفار اور تکذیب کرنے والوں کا مقدر بنی۔ اس حقیقت سے آگاہی مومنین کی تقویت اور اطمینان خاطر کا باعث بنتی ہے کیونکہ خداوند متعال مجرمین اور مکذبین کو اسی دنیا میں تباہ و برباد کر کے مومنین کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کرتا ہے، ان کے دین کی مدد کرتا ہے اور انہیں اپنے دشمنوں پر فتح و کامرانی عطا کرتا ہے۔

اسی طرح ان قصوں کا ہدف انبیاء کی دعوت سے انکار اور ان کی مخالفت کی عاقبت سے لوگوں کو ڈرانا ہے اور مومنین کو انبیاء الٰہی کی پیروی اور اس راہ میں ثابت قدمی پر دنیاوی کامیابیوں کے ساتھ جنت اور دیگر الٰہی نعمتوں کی بشارت اور خوشخبری دینا ہے۔ مومنین کے لیے فرمایا:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (۳۴)

سورہ صافات میں انبیاء کی کامیابی کا واضح طور پر بتا دیا گیا ہے:

وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (۳۵)

رب العزت کا ارشاد ہوتا ہے:

ہمارے مرسل بندوں کے لیے ہمارا قطعی وعدہ پہلے سے مسلم ہو چکا ہے کہ ان کی ضرور مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب آئے گا۔

ان قصص کا بیان کرنے کا ایک مقصد مجرمین اور مکذبین کو عذاب الٰہی سے ڈرانا اور غضب الٰہی کا خوف دلانا ہے اور انہی قصص کے بیان سے کتنے مجرم اور کافر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ تاریخ اسلام سے ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے جو ان داستانوں کے اس پہلو کو اجاگر کرتا ہے کہ مشرکین پر اس کا کس قدر اثر ہوتا تھا۔

ابن کثیر نے اپنی کتاب سیرت النبیؐ میں امام عبدبن حمید کی سند سے جابر بن عبداللہ سے ایک روایت نقل کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

قریش نے ایک دن اپنی مجلس میں کہا کہ جادو، کہانت اور شعر و شاعری میں کوئی یکتا اور ماہر تلاش کرو تاکہ وہ اس مدعی نبوت (نبی کریمؐ) سے بات کرے، جس نے ہمارے درمیان تفرقہ ڈال دیا ہے اور پھر اس کی باتوں میں غور و فکر کر کے ہمارے لیے راہ حل بتائے۔ سب نے اتفاق سے کہا کہ عقبہ بن ربیعہ کے علاوہ کوئی شخص موزوں نہیں۔ چنانچہ سب نے یہ ذمہ داری عقبہ کو سونپ دی۔ وہ رسول خداؐ کے پاس آیا اور بہت ساری غلط باتیں کیں اور آپ کو کئی طرح کے لالچ دیے۔ جب وہ اپنی بات ختم کر چکا تو آنحضرتؐ نے سورہ حٰم سجدہ کو ابتداء سے پڑھنا شروع کیا جب آپؐ اس آیت پر پہنچے:

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ

اگر وہ منہ پھیر لیں تو پھر کہہ دے کہ تمہیں ویسی بجلی سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر گری۔ (۳۶)

اور اسے قوم عاد و ثمود جیسی ہولناک آگ لگا دینے والی تباہ کن بجلیوں سے ڈرایا تو وہ اس حد تک لرز گیا اور وحشت و اضطراب کا شکار ہو گیا کہ اس میں بولنے کی طاقت نہ رہی۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دوستوں کے پاس آکر اپنی اضطرابی اور ہیجانی کیفیت کو بیان کیا۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب آپؐ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی تو عتبہ نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر رشتہ داری اور قرابت کا واسطہ دے کر کہا آگے کچھ نہ کہنا۔ (۳۷)

اس روایت سے اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا عرب کے متعصب اور ہٹ دھرم فرد پر کس قدر اثر ہوا کہ یہ سن کر وہ لرزہ بر اندام ہو گیا اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

حواشی و حوالہ جات

(۱) عبدربہ، سید حافظ۔ بحوث فی قصص القرآن، ص-۱۳ (۲) خلف اللہ، محمد احمد۔ الفن القصصی فی القرآن، ص-۲۱۰

(۳) (یوسف-۳) (۴) قصص۔ ۴۴-۴۶ (۵) آل عمران-۴۴

(۶) ہود-۴۹ (۷) حکیم، محمد باقر۔ علوم القرآن، ص-۳۵۶

(۸) انبیاء-۴۸ (۹) انبیاء-۵۱ (۱۰) انبیاء-۷۱، ۷۲

(۱۱) انبیاء-۷۴ (۱۲) انبیاء-۷۶، ۷۷ (۱۳) انبیاء-۷۸، ۸۲

(۱۴) انبیاء-۸۳، ۸۴ (۱۵) انبیاء-۸۵، ۸۶ (۱۶) انبیاء-۸۷، ۹۰

(۱۷) انبیاء-۹۲ (۱۸) (اعراف-۵۹) (۱۹) (اعراف-۶۵)

(۲۰) (اعراف-۷۳) (۲۱) (اعراف-۸۵) (۲۲) شوریٰ-۱۳

(۲۳) اعلیٰ-۱۸، ۱۹ (۲۴) آل عمران-۸۱ (۲۵) فرقان-۳۱

(۲۶) ہود-۳۲ (۲۷) ہود۔۵۳ (۲۸) ہود۔۶۳

(۲۹) ذاریٰت۔۵۲ (۳۰) عبدربہ، سعید حافظ، بحوث فی قصص القرآن، ص-۱۴

(۳۱) انعام-۳۴ (۳۲) حج-۴۲، فاطر-۴ اور ۲۵ (۳۳) ہود-۱۲۰

(۳۴) انبیاء-۱۰۵ (۳۵) صافات-۱۷۱، ۱۷۳ (۳۶) (حٰم سجدہ-۱۳)

(۳۷) ابن کثیر، حافظ ابو الفداء عماد الدین، سیرت النبیؐ: ج-۱، ص-